جلد ۲۰ شمارہ ۸

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ظہور ۱۳۵۸ ہش

اگست ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر
(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

انصار اللہ
ربوہ

• ظہور — ۱۳۵۸ ہش
• رمضان — ۱۳۹۹ھ
• اگست — ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ ...... بارہ روپے

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت ...... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۰ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۸

ظہور ۱۳۵۸ ہش

تعلیم القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ مبارک تحریک

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد جماعت کی روحانی تربیت کے لئے جو لائحۂ عمل تجویز فرمایا اس میں اوّلیت تعلیم القرآن کی تحریک کو دی۔ حضور نے فرمایا:۔

"ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم پڑھنا نہ آتا ہو۔"[1]

پھر فرمایا:۔

"قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہیئے

---

[1] الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۶ء

کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو۔ صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔" ۱؎

پھر فرمایا:۔ "ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضاکار چاہئیں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے لئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔ ۲؎

پھر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے چند ماہ بعد فرمایا:۔

"مَیں پھر تمام جماعتوں کو، تمام عہدہ داران، خصوصاً امرائے اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا، اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قربِ الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولی ہیں از بس ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے۔ نہ بڑا نہ چھوٹا، نہ مرد نہ عورت، نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ ۳؎

ایک روحانی نظام

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو انہی دنوں ایک رویا میں دکھایا گیا کہ زمین ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک منوّر ہو گئی ہے۔ اور پھر نور مجسّم ہو کر بُشریٰ لَکُمْ کی شکل میں نمودار ہوا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور مَیں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کریم کا نور ہے۔ جو تعلیم القرآن کی سکیم اور وقف عارضی کی سکیم کے تحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا۔ اور اس کے انوار اسی طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اس

۱؎ ۲؎ الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۶ء ۳؎ الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۶۶ء

نور کو زمین پر محیط ہوتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔" [۱]

ایک دوسرے موقعہ پر حضور نے فرمایا۔

"جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ احمدیت کی ترقی اور اسلام کا غلبہ اس بات پر منحصر ہے کہ ہم خود کو بھی اور اپنے ماحول کو بھی قرآن کریم کے انوار سے منوّر کریں اور منوّر رکھیں۔" [۲]

خواتین سے خطاب

احمدی خواتین کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

"میں قرآن کریم کا واسطہ دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جب آپ گھروں کو واپس جائیں تو قرآن کریم کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دیں۔ اور اپنے گھروں میں قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کو رائج کریں۔ اسی طرح اپنی لجنہ میں بھی اور اپنے محلّہ میں بھی یہ کوشش کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ سے پوچھے گا۔ کہ دیکھو میں نے تمہارے ہاتھ میں قرآن کریم دیا تھا۔ میں نے تم پر اپنے فضل سے اور اپنی رحمت سے تفسیر کے دروازے کھولے تھے۔ تم نے کیوں اس گھر میں قدم نہ رکھا۔" [۳]

تعلیم القرآن کے نئے دَور کا آغاز

۱۹۶۹ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم القرآن کے دوسرے پانچ سالہ دَور کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ، پوری ہمت کے ساتھ اور انتہائی کوشش کے ساتھ تعلیم القرآن کے اس دوسرے دَور میں داخل ہوں۔"

اسی خطبہ میں حضور نے فرمایا:۔

(الف) "ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو۔"

---

[۱] الفضل ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء [۲] الفضل ۹ جولائی ۱۹۶۶ء

[۳] الفضل ۱۱ فروری ۱۹۶۶ء

"آج میں ہر اس موصی پر جو قرآن کریم جانتا ہے۔ یہ ذمہ داری بھی) ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں۔"

(ب) "ہر رکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے۔ قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کے سیکھنے کا حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہیئے۔"

(ج) "خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو، یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔

(د) "لجنہ اماء اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور ناصرات الاحمدیہ ان لوگوں کی نگرانی میں جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے قرآن کریم پڑھ رہی ہیں یا نہیں۔" [1]

ان واضح ارشادات میں حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو تعلیم قرآن کی سکیم سے آگاہ فرمایا۔ حضور نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ

"قرآن کریم ہماری زندگی اور روح ہے۔ اور اس روح کو ہم اپنے نفسوں اور اپنے ماحول میں زندہ نہ رکھیں تو دوسرے لاشوں کی طرح ہم بھی ایک لاشہ ہوں گے خدا کی نگاہ میں ایک زندہ فرد یا ایک زندہ جماعت نہیں سمجھے جائیں گے۔" [2]

ہر احمدی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس مبارک تحریک کی تعمیل میں خود بھی قرآن کریم کا مطالعہ کرے اور اپنی اولاد اور اپنے اقرباء اور دوستوں کو بھی قرآن کریم کا پڑھنا سکھائے۔ اور قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کے جملہ معارف کے جاننے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور خلفائے سلسلہ کی پُر معارف تفاسیر کا مطالعہ کرے اور دوسرے احباب کو بھی اسکی تلقین کرتا رہے۔

---

[1] الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء

[2] الفضل ۲۶ جون ۱۹۶۹ء

اطعموا الجائع کی تحریک

یہ ایک اہم ذمہ داری ہے احباب ہر وقت اس کو یاد رکھیں

جماعت میں اخوتِ باہمی کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطعموا الجائع کی تحریک جاری کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آج میں ہر ایک کو جو ہماری جماعت کا عہدہ دار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ وار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اور آپ کو خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو۔ تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں۔ میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کردوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ایک اہم ذمہ واری ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ہر وقت یاد رکھیں۔ اور اس کے متعلق ہر وقت سوچتے رہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے۔ اس پر عمل کرنے سے بڑے خوشکن نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔"

(الفضل ۱۰ مارچ ۱۹۶۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مدحتِ امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم

وَ اِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسْلِ اَحْمَدُ ۔۔۔ رَضِیْنَاہُ مَتْبُوْعاً وَ رَبِّیْ یَنْظُرُ
وَ لَاشَکَّ اَنَّ مُحَمَّداً شَمْسُ الْھُدٰی ۔۔۔ اِلَیْہِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِیْنَ فَنَشْکُرُ
لَہٗ دَرَجَاتٌ فَوْقَ کُلِّ مَدَارِجٍ ۔۔۔ لَہٗ لَمَعَاتٌ لَایَلِیْھَا تَصَوُّرُ
اَبَعْدَ نَبِیِّ اللّٰہِ شَیْءٌ یَرُوْقُنِیْ ۔۔۔ اَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَجْہٌ مُنَوَّرُ
عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ یَا مَرْجِعَ الْوَرٰی ۔۔۔ لِکُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْھِکَ نَیِّرُ
وَیَحْمِدُکَ اللّٰہُ الْوَحِیْدُ وَجُنْدُہٗ ۔۔۔ وَیُثْنِیْ عَلَیْکَ الصُّبْحُ اِذْ ھُوَ یُسْفِرُ
مَدَحْتُ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَ اِنَّہٗ ۔۔۔ لَاَرْفَعُ مِنْ مَدْحِیْ وَ اَعْلٰی وَ اَکْبَرُ

- اور میرے امام حضرت سیدالرسل احمد مصطفےٰ اللہ علیہ وسلم ہیں اور خدا گواہ ہے کہ ہم نے انہیں متبوع کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔
- اور اس میں شک نہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہدایت کا وہ آفتاب ہیں۔ جس کی طرف ہم مومن ہو کر راغب ہیں اور اس بات پر ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔
- آپ کو وہ درجات حاصل ہیں جو تمام مدارج سے بلند ہیں اور آپکو وہ تجلیات حاصل ہیں کہ تصور انسانی ان کا پیچھا نہیں کر سکتا۔
- کیا اس عظیم نبی اللہ کے بعد کوئی چیز میری نظروں میں جچ سکتی ہے اور کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی اور چہرہ بھی اس قدر منور ہو سکتا ہے؟
- اے مرجع خلائق تجھ پر اللہ کا سلام! ہر تاریکی کے لئے تیرے چہرہ کا نور ایک آفتاب ہے۔
- خدائے وحید اور اس کے فرشتوں کے لشکر تیری تعریف بیان کرتے ہیں اور صبح بھی جب طلوع ہوتی ہے تو تیری تعریف میں رطب اللسان ہوتی ہے۔
- میں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ میری مدح سے کہیں بلند و بالا و بزرگ تر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

اَلْقُرْآنُ الْحَکِیْم

از نورِ پاکِ قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ نہ دارد
وایں دلبری و خوبی کس در قمر نہ دیدہ

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
وایں یوسفے کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ

از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد
قدِ ہلالِ نازک زاں نازکی خمیدہ

کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحیِ حق چکیدہ

آں نیرِ صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بوم شب پرستے در کنج خود خزیدہ

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

- قرآن کے نورِ پاک سے روشن صبح نمودار ہوگئی۔ اور دل کی کلیوں پر بادِ صبا چلنے لگی
- ایسی چمک اور روشنی مہرِ نیم روز میں بھی نہیں اور ایسی محبوبیت اور ایسا حسن کسی نے چاند میں بھی نہیں دیکھا۔
- یوسف (علیہ السلام) تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلے ہی محبوس تھے۔ مگر اس یوسف نے تو بہت سے لوگوں کو کنوؤں سے نکالا ہے۔
- قرآن معارف کے حقیقی منبع سے سینکڑوں ایسے دقائق معرفت ساتھ لایا ہے۔ جن کی نزاکت سے نازک ہلال کے قد میں خم آگیا ہے۔
- جانتے ہو علوم قرآنی کی کیفیت کس شان کی ہے ؟ وہ آسمانی شہد ہے جو وحیٔ حق سے ٹپکا ہے۔
- اس آفتاب صداقت کا چہرہ جب اس دنیا پر طلوع ہوا تو تاریکی کے پرستار کونوں کھدروں میں جا چھپے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ

محبّتِ الٰہی

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سیرت کا ایک درخشاں پہلو

(۲)

خدا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس محبّت کو ایسی قدر شناسی سے نوازا کہ جو اس کی بے پایاں رحمت کا حق اور اس کی بے نظیر قدر شناسی کے شایانِ شان ہے۔ چنانچہ آپؑ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ
تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ
وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَکَ
یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ [1]

"یعنی چونکہ اس زمانہ میں تو میری توحید کا علمبردار ہے اور توحید کے کھوئے ہوئے متاع کو دنیا میں دوبارہ قائم کر رہا ہے، اس لئے اے مسیح مہدی! تو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افترا کے طور پر مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے، اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تاکہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ کے شاگرد تک باطل اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور چونکہ تو میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت میں دن رات مستغرق اور اس کی محبّت میں محو ہے اس لئے میں تجھے اپنے اس

---

[1] تذکرہ ص ۶۰۲، ص ۷۰۵، ص ۶۳۶

محبوب کے روحانی فرزند کی حیثیت میں اپنی لازوال محبت اور اپنی دائمی معیت کے تحفہ سے نوازتا ہوں۔

—(۹)—

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی اس محبت اور اس معیت اور اس غیرت پر ناز تھا۔ چنانچہ جب آپؑ کو ۱۹۰۴ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے۔ تو آپؑ اس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی جوش کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا۔

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے"[1]

چنانچہ اپنے ایک شعر میں بھی فرماتے ہیں کہ

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار[2]

اور اسی نظم میں دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

۱؎ سیرۃ المہدی حصہ اول

۲؎ براہین احمدیہ حصہ پنجم

دوستو! میں خدا کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی بے نظیر محبت کی ایک بہت چھوٹی سی جھلک آپ کو دکھا رہا ہوں۔ اب اس بیج کو اپنے دلوں میں پیدا کرنا اور پھر اس پودے کو خدائی محبت کے پانی سے پروان چڑھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ قرآن کے اس ارشاد کو کبھی نہ بھولو کہ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ[1]

یعنی مومنوں کے دلوں میں خدا کی محبت سب دوسری محبتوں پر غالب آنی چاہئے

—(۱۰)—

محبتِ الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ ایسے رنگ میں گفتگو فرماتے ہیں کہ گویا آپ اس محبت کی شراب طہور میں مخمور ہو کر اپنے خدا سے ہمکلام ہو رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں (مگر دنیا انہیں نہیں دیکھتی۔ یعنی اے میرے خدا) میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اور میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسے کہ ایک شیرخوار بچہ ماں کے دیکھنے سے اچھلتا ہے لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں

۱؎ سورہ بقرہ آیت ۱۶۶

پہچانا اور نہ قبول کیا۔"[1]

اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ کو گواہ رکھ کر فرماتے ہیں:۔

"دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں۔ لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی ذات کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں۔ اور تیری راہوں کو اختیار کریں۔"[2]

(۱۱)

پھر اسی محبتِ الٰہی کے جوش میں اپنے اور اپنے مخالفوں کے درمیان حق و انصاف کا فیصلہ چاہتے ہوئے اپنی جان اور اپنے مال و متاع اور عزّت اور آبرو اور اپنے جمیع کاروبار کی بازی لگاتے ہوئے اپنے خدا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
گر مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کارکن
اندکے افشائے آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ
واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجأ و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رخِ من بر فروز
ویں شبِ تارم مبدل کن بروز[3]

یعنی اے میرے قادر و قدیر خدا۔ اے ..

---

[1] تریاق القلوب

[2] ضمیمہ تریاق القلوب

[3] حقیقۃ المہدی

جو زمین و آسمان کا واحد خالق و مالک ہے۔ اے وہ جو اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنے والا اور اُن کی ہدایت کا بے حد آرزو مند ہے۔ ہاں اے میرے آسمانی آقا جو لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتا ہے۔ جس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اگر تُو دیکھتا ہے کہ میرا اندرونہ فسق و فساد اور فتنہ و شر کی نجاست سے بھرا ہوا ہے۔ اگر تو مجھے ایک بدفطرت اور ناپاک سیرت انسان خیال کرتا ہے۔ تو میں تجھے تیرے جبروت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے۔ اور میرے مخالفوں کو ٹھنڈا کر۔ تُو میرے در و دیوار پر اپنے عذاب کی آگ برسا۔ اور میرا دشمن بن کر میرے کاموں کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن تُو جانتا ہے کہ میں تیرا اور صرف تیرا ہی بندہ ہوں۔ اور اگر تو دیکھ رہا ہے۔ کہ صرف تیرا ہی مبارک آستانہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے۔ اگر تو میرے دل میں اپنی وہ بے پناہ محبت پاتا ہے۔ جس کا راز اس وقت تک دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے تو اے میرے پیارے آقا! تُو مجھے اپنی محبت کا کرشمہ دکھا۔ اور میرے عشق کے پوشیدہ راز کو لوگوں پر ظاہر فرما دے۔ ہاں اے وہ جو کہ ہر متلاشی کی طرف خود چل کر آتا ہے۔ اور ہر اس شخص کے دل کی آگ سے واقف ہے۔ جو تیری محبت میں جل رہا ہے۔ میں تجھے اس محبت کے پودے کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو میں نے تیرے لئے اپنے دل کی گہرائیوں میں لگا رکھا ہے کہ تو میری بریت کے لئے باہر نکل آ۔ ہاں ہاں اے وہ جو میری پناہ اور میرا سہارا اور میری حفاظت کا قلعہ ہے۔ وہ محبت کی آگ جو تُو نے اپنے ہاتھ سے میرے دل میں روشن کی ہے۔ اور جس کی وجہ سے میرے دل و دماغ میں تیرے سوا ہر دوسرا خیال جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ تو بس اس آگ کے ذریعہ میرے پوشیدہ چہرے کو دنیا پر ظاہر کر دے۔ اور میری تاریک رات کو دن کی روشنی میں بدل دے۔

اس عجیب و غریب نظم میں حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ جس بے پناہ محبت کا اظہار کیا ہے وہ اتنی ظاہر و عیاں ہے کہ اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ان اشعار کے الفاظ اس اسفنج کے ٹکڑے کا رنگ رکھتے ہیں جس کے رگ و ریشہ میں مصفّی پانی کے قطرات اس طرح بھرے ہوئے ہوں کہ اسفنج کو پانی سے اور پانی کو اسفنج سے ممتاز کرنا ناممکن ہو جائے۔ مگر ان اشعار کی تحدی خدائی نصرت پر کامل بھروسہ کے پہلو کے متعلق دوستوں کو مزید تھوڑی سی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ یہ اشعار جیسا کہ ہماری جماعت کے اکثر واقف کار احباب جانتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء میں لکھے گئے تھے۔ جس پر اس وقت ساٹھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے جس کا زمانہ پانے والے اس وقت ہزاروں لاکھوں لوگ موجود ہیں۔ اور یہ عرصہ قوموں کی زندگی میں گویا کچھ بھی نہیں۔ مگر اس قلیل عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان غیرت دلانے والے متحدیانہ الفاظ کے نتیجہ میں جس غیر معمولی رنگ میں ہزاروں مخالفتوں کے باوجود آپؑ کے سلسلہ کو ترقی دی اور اس کی نصرت فرمائی اسے پھیلایا اور اسے اوپر اٹھایا ہے۔ اس کا چھوٹا سا نظارہ ہمارے سالانہ جلسوں میں نظر آتا ہے جبکہ دو تین سو کی تعداد سے ترقی کر کے جماعت احمدیہ کے نمائندے (نہ کہ کل افراد) جو کہ آجکل جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مرکز سلسلہ میں جمع ہوتے ہیں خدا کے فضل سے تقریباً ستر۔ اسّی ہزار کی تعداد کو پہنچ جاتے ہیں اور احمدیت کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا دنیا کے اکثر آزاد ملکوں میں ایشیا میں افریقہ میں یورپ میں، امریکہ میں بلند و بالا ہو کر لہرا رہا ہے اور جو لوگ اس سے پہلے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دیتے تھے۔ وہ آج مسیح محمدیؑ کے خدام کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہو کر آپؐ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔

فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(۱۴)

بالآخر میں اپنے مضمون کے اس حصہ کے متعلق جو محبتِ الٰہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے صرف یہ بات کہہ کر اسے ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کا جذبہ آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے چنانچہ آپ اپنی مشہور و معروف تصنیف "کشتی نوح" میں فرماتے ہیں:۔

"کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کو یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس

کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی ۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے ۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے ۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو ۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کریگا ۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا ۔ میں کیا کروں اور کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے ۔ تا لوگ سُن لیں ۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں" (کشتی نوح)

دوستو! ان الفاظ پر غور کرو اور اس محبت اور اس تڑپ کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرو ۔ جو ان الفاظ کی تہہ میں پنہاں ہے ۔ آپ یقیناً اس کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتے ۔ مگر جس قدر اندازہ بھی آپ اپنے ظرف کے مطابق کریں گے ۔ اس کے نتیجہ میں لازماً آپ کی روحانیت میں علیٰ قدر مراتب غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی اور غیر معمولی روشنی پیدا ہوگی ۔

اللہ تعالیٰ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے ۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے ۔ جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے ۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیئے ۔ جس سے ہماری فلاح ہو اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خاص تقوے کو چاہتا ہے ۔ جو تقوے کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا ۔"

جناب شیخ نور احمد صاحب منیر استاد جامعہ احمدیہ

۳۱۳ اصحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۳۔ حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحبؓ بھیروی

—— (۱) ——

حضرت مولوی صاحب موصوف بھیرہ کے رہنے والے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی عشاق صحابہ میں سے تھے۔ ولادت ۱۸۴۲ء میں ہوئی، آپ ایک معزز خواجہ فیملی کے فرد تھے۔ اپنے ماحول میں نیک طینت اور بزرگ ہونے کی وجہ سے معروف تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بچپن کے دوست اور ہم مکتب تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہی امام الزمان کی بیعت سے مشرف ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے اخلاص اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرمایا

"ازاں جملہ اخویم حکیم فضل الدین بھیروی ہیں حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے ہیں مَیں اس کے بیان سے قاصر ہوں وہ میرے سچے خیر خواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔ بعد اس کے کہ خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی۔ اور اپنے الہاماتِ خاصہ سے مجھے امیدیں دلائیں۔ میں نے کئی لوگوں سے اس اشتہار کے لکھنے کا تذکرہ کیا۔ کوئی مجھ سے متفق الرائے نہیں ہوا لیکن میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا خود مجھے اشتہار کے لکھنے کے لئے محرک ہوئے اور اس کے اخراجات کے واسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا۔ میں ان کی فراستِ ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو گیا۔ وہ ہمیشہ در پردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاء مرضات اللہ اس راہ میں دے

چکے ہیں خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے۔" (فتح اسلام)

ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق تحریر فرمایا۔

"حبی فی اللہ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب کے دوستوں میں سے اور ان کے رنگ اخلاص سے رنگین اور بہت با اخلاق آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اور رسول سے سچی محبت ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ عاجز کو خادم دین دیکھ کر الحب للہ کی شرط بجا لا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دین اسلام کی حقانیت کے پھیلانے میں اس عشق کا وافر حصہ ملا ہے۔ جو تقسیم ازلی سے میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نور الدین صاحب کو دیا گیا ہے۔ وہ اس سلسلہ کے دینی اخراجات کو بنظر غور دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ چندہ کی صورت پر کوئی ان کا احسن انتظام ہو جائے چنانچہ رسالہ فتح اسلام میں جو معارف دینیہ کی پنج شاخوں کا بیان ہے انہی کی تحریک اور مشورہ سے لکھا گیا تھا۔ ان کی فراست نہایت صحیح ہے۔ وہ بات کی تہ تک پہنچتے ہیں اور ان کا خیال ظنون فاسدہ سے مصفی اور مزکی ہے۔ رسالہ ازالۂ اوہام کے طبع کے ایام میں دو سو روپیہ ان کی طرف سے پہنچا۔ اور ان کے گھر کے آدمی ان کے اخلاص سے متاثر ہیں۔ اور وہ بھی اپنے کئی زیورات اس راہ میں محض للہ خرچ کر چکے ہیں حکیم صاحب موصوف نے باوجود ان سب خدمات کے جو ان کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں خاص طور پر پنج روپے ماہواری اس سلسلہ کی تائید میں دینا مقرر کیا ہے۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء

(ازالۂ اوہام)

ابتدائی زمانہ میں جن اصحاب نے قربانی اور اخلاص کا نمایاں نمونہ پیش کیا۔ ان میں سے حضرت مولوی صاحب کا اسم گرامی سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ آپ نے سلسلہ کی خدمت کے لئے جان و مال کو وقف کر دیا تھا

(۲)

حضرت مولوی صاحب روزانہ بھیرہ میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ جب آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ تو یہاں بھی آپ نے درس القرآن

جاری فرمایا۔ آپ کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت زمانہ میں لگے بگاہے آپ کو نماز کی امامت کے فرائض سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ آپ سلسلہ کے بہترین کارکن تھے۔ تاریخ سلسلہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سلسلہ کی مختلف خدمات سرانجام دی ہیں۔ ابتداء میں مطبع ضیاء الاسلام کے منتظم تھے پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سپرنٹنڈنٹ رہے۔ اور ان کی صحبت صالحہ سے اس وقت کے احمدی طلباء نے عبادات پر خاص انہماک اور ذوق حاصل کیا۔ ایک عرصہ تک احمدیہ کتب خانہ کے مہتمم بھی رہے۔ وفات سے پہلے لنگرخانہ کا انتظام و انصرام آپ کے سپرد تھا۔ جسے آپ نے نہایت سنجیدگی توجہ اور محنت سے آخر وقت تک سرانجام دیا۔

۱۹۱۰ء میں آپ بعارضہ بندش پیشاب اور درد مثانہ بیمار ہو گئے۔ آپ کو علاج کے لئے لاہور لے جایا گیا۔ بڑھاپے اور اس نازک بیماری سے آپ ۸ اپریل ۱۹۱۰ء کو لاہور میں وفات پائی اور ۹ اپریل ۱۹۱۰ء کو بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ لاہور میں آپ کی وفات اس مکان میں ہوئی۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات پائی تھی۔ یہ بھی اپنے پیارے آقا کے ساتھ محبت اور عقیدت تھی کہ ان کی زندگی کے آخری ایام اس مکان میں گزرے۔ جہاں حضور کا قیام تھا اور جہاں حضور کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی جدائی کی بہت تکلیف ہے۔ آپ کی تاریخ وفات حکیم محمد حسین صاحب نجیب آبادی نے

محبِّ صادق حکیم فضل الدین
۱۳۲۸ھ

نکالی ہے۔ جب آپ نے قادیان ہجرت کی تو آپ نے بھیرہ کی ذاتی جائداد صدر انجمن احمدیہ کو ہبہ کر دی تھی ⁂

خدا کی پناہ میں آجاؤ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آجاؤ۔ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو۔ اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔"　(کشتی نوح)

مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وفات

(قسط نمبر ۳)

اللہ تعالیٰ نے بموجب آیت یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ حضرت عیسٰے علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ گو دشمن انہیں قتل کرنے یا صلیب پر مارنے کی کوشش کرینگے مگر اللہ تعالیٰ انہیں طبعی عمر دے کر وفات دیگا اور دشمنوں کو نامراد رکھے گا۔

دشمنوں کا مقصد قتل کرنے یا صلیب پر مارنے سے یہ تھا کہ حضرت مسیح کو لوگوں کی نظروں میں نعوذ باللہ مردود و مقہور اور لعنتی ثابت کریں اور دوسرا وعدہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کہ میں تجھے اپنی طرف مرفوع و مکرم کروں گا اور تیری موت مقربین الٰہی والی اور عزت والی موت ہوگی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے توفی اور رفع کو الگ الگ رکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ پہلے توفی ہوگی پھر رفع ہوگا۔ یہ کہنا کہ یہاں مقدم چیز مؤخر ہو گئی ہے کلام اللہ کے بارے میں عظیم جسارت اور بے ادبی ہے کہ بغیر کسی وجہ کے اللہ تعالیٰ نے مقدم کو مؤخر کر دیا نعوذ باللہ من ذالک۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ سے طبعی عمر دے کر وفات دینے کا جو وعدہ فرمایا تھا۔ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں حضرت مسیح علیہ السلام اسی وعدہ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی طبعی عمر پا کر وفات پانے کا بھی ذکر کرتے ہیں نہ کہ زندہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے کا

قرآن کریم کی تیس ۳۰ آیات سے وفات مسیح ثابت ہے

یہ امر بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے کہ قرآنی آیات کے وہی معنیٰ کرنے واجب ہیں جن کی تردید دوسری آیت قرآنیہ سے نہ ہو بلکہ تصدیق ہوتی ہو اس وقت تک صرف دو تین آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک تو زیر تفسیر آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ دوسرے اسی ضمن میں آیت

یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ

(آل عمران ۵۶)

دوسری آیت نے آیت کریمہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء ۱۵۸) جس کے معنیٰ ہمارے مخالفین یہ کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا کی حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع ضرور ہوا ہے۔ مگر ان کی طبعی عمر پا کر وفات پانے کے بعد ہوا ہے نہ کہ اس سے قبل۔

ان آیات کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد امت محمدیہ کا پہلا اجماع ہی اس بات پر ہوا ہے کہ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل تمام انبیاء وفات پا چکے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی وفات پا گئے ہیں۔ یہ اعلان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے ہوا ہے۔ جبکہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی کہ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
اَفَاِئْنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ۔

(آل عمران: ۱۴۵)

یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا نہیں بلکہ محض ایک رسول ہیں۔ اور آپ سے قبل سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اگر طبعی عمر پا کر وفات پا جائیں یا خدا تعالےٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں تو کیا اے مسلمانو تم اپنے دین سے پھر ہو جاؤ گے۔

حضرت عمرؓ اس سے قبل اس غلطی کا شکار ہو گئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح عارضی طور پر آسمان پر گئی ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے۔ اور وہ اپنی تلوار لہرا کر کہہ رہے تھے۔ کہ جو کوئی کہے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ مَیں اس کا سر اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے قرآن کریم کی یہ آیت سنکر انہیں بھی یقین آ گیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقعی وفات پا گئے ہیں۔ اور وہ صدمہ کی تاب نہ لاتے ہوئے لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر گر گئے۔ الغرض حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد امت مسلمہ کا پہلا اجماع اسی امر پر ہوا ہے۔ کہ جملہ انبیاء کرام وفات پا چکے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی بیان کر دیا جاتا ہے جو خاکسار راقم الحروف کو ایک دفعہ پشاور میں پیش آیا۔ خاکسار پشاور کے ایک بازار میں سے گزر رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک دوکان میں کچھ مولوی صاحبان آپس میں مذہبی بحث کر رہے ہیں۔ اس دوکان میں ایک طرف تختہ سیاہ بھی ٹنگ رہا تھا۔ خاکسار نے علیک سلیک کر کے ان سے تبلیغی گفتگو شروع کر دی۔ وفات مسیح کا [illegible]

سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت نہیں ہوتی میں نے انہیں کہا کہ میں ایک ایسی آیت پیش کروں گا کہ آپ سب خود ہی اس سے یہ استدلال کریں گے کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ آیت پیش کریں۔ چنانچہ خاکسار نے تختہ سیاہ پر چاک سے یہ آیت کریمہ لکھ دی کہ

وَمَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا
رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ (المائدہ ۷۶)

میں نے کہا کہ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح ابن مریم محض ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ تو مسیح ابن مریم کیسے زندہ ہو سکتے ہیں۔ رسول ہونے کے لحاظ سے باقی رسولوں کی طرح وہ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اس پر مولوی صاحبان کہنے لگے۔ آپ کا استدلال بالکل غلط ہے۔ اس آیت سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم سے قبل آنے والے سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ مسیح کی وفات کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ خاکسار اپنی بات پر اصرار کرتا رہا اور وہ اپنی بات پر۔ جب وہ یہ بات بار بار کہہ چکے تو میں نے کہا اچھا ایک اور بات سنو۔ اگر اس فقرہ میں مسیح ابن مریم کی جگہ یا ابراہیم کا لفظ لکھ دیا جائے۔ یا موسےٰ کا لفظ لکھ دیا [illegible]

معنیٰ ہوں گے کہ ابراہیم یا موسےٰ سے قبل سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر یہاں مسیح ابن مریم کی بجائے محمدؐ کا لفظ ہو تو کیا معنے ہوں گے۔ کہنے لگے پھر یہ معنے ہوں گے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ تب میں نے انہیں اس بات پر خوب پکا کر لیا۔ پھر میں نے تختہ سیاہ پر آیت کریمہ میں سے مسیح ابن مریم کی بجائے محمد کا لفظ لکھ دیا اور پوچھا کہ اب کیا معنے ہوں گے مولوی صاحبان نے اپنا جواب دہرایا۔ اس پر میں نے انہیں بتایا کہ یہ بھی قرآن کی آیت ہے اور وفات مسیح کو آپ نے تسلیم کر لیا ہے۔ اس پر وہ غضبناک ہو گئے کہ تم نے ہم سے دھوکا کیا ہے۔ ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا کہ یہ بھی قرآن کریم کی آیت ہے۔ میں نے کہا کہ آپ مولوی صاحبان ہیں۔ آپ کو کیوں علم نہیں۔ میں نے تو آپ کی زبان سے وفات مسیح کا اقرار کروانا تھا اس پر وہ تلخ کلامی پر اتر آئے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے صاف صاف سورۂ نحل میں کھلے لفظوں میں فرمایا ہے کہ تمام وہ ہستیاں جنہیں لوگ خدا سمجھتے ہیں وہ سب مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ ظاہر ہے کہ ان ہستیوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی آجاتے ہیں۔ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن جلد ۲ صہ۵۳۲ حاشیہ ۱۹ میں سورۂ نحل ع ۲ کی اس آیت کی تفسیر کرتے

ہوئے تسلیم کیا ہے کہ اس آیت میں
"ان سب لوگوں کو جن کی عیسائی اور یہودی (ظہور اسلام کے وقت ناقل) پرستش کرتے تھے مردہ ہیں نہ کہ زندہ قرار دیا گیا ہے۔"

شاید مودودی صاحب اس وقت علی الاعلان یہ کہنے کے لئے تیار نہ ہوں کہ عیسے علیہ السلام زندہ نہیں ہیں۔ مگر اپنی تفسیر میں وہ انہیں حلقۂ اموات میں از روئے قرآن شامل کر چکے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف شومئی قسمت سے مسلمانوں نے بھی ایسی باتیں منسوب کر دی ہیں۔ جو انہیں انبیاء کرام سے بالا ہستی کر کے دکھاتی ہیں اور اس امر سے عیسائیت کو بہت تقویت ملی ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں نے اس امر سے ٹھوکر کھا کر بپتسمہ لیا۔ الحمد للہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کاسر الصلیب قرار دیا ہے آکر رد کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیفات میں وفات مسیح پر بہت زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ عیسے کو مرنے دو اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔

آپ کے زبردست علم کلام سے متاثر ہو کر اس زمانے کے بعض علماء اسلام حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ بعض نے دبی زبان سے اور بعض نے کھلے طور پر جیسے مصر کے مفتی محمد عبدہ اور ان کے شاگرد علامہ محمود شلتوت وغیرہ چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۵۳۲ حاشیہ ۱۹ میں قرآن مجید کی آیت
وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۤءٍ وَّمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (نحل ع ۲) اور اس کا ترجمہ درج کر کے لکھتے ہیں:۔

"لامحالہ اس آیت میں الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد وہ انبیاء۔ اولیاء۔ شہداء اور صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں۔ ..... کون پڑھا لکھا نہیں جانتا کہ عرب کے متعدد قبائل .... میں کثرت سے یہودی اور عیسائی پائے جاتے تھے۔ اور یہ دونوں مذاہب بری طرح انبیاء۔ اولیاء۔ اور شہداء کی پرستش سے آلودہ تھے۔ آیت میں ان سب کو جن کی عیسائی اور یہودی پرستش کرتے تھے۔ مردہ ہیں نہ کہ زندہ قرار دیا گیا ہے۔"

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ نامی کتاب تالیف فرمائی۔ مصر کے علامہ رشید رضا نے جو الشیخ محمد عبدہ کے خاص شاگرد تھے اور مصر کے کالج الارشاد والدعوۃ کے پرنسپل تھے اور المنار حد

مشہور اور بلند پایہ علمی رسالہ کے ایڈیٹر تھے حضور علیہ السلام کی اس تصنیف کا مطالعہ کر کے المنار جلد ۱۵ ص ۹۰۰ و ص ۹۰۱ میں ایک مضمون زیر عنوان القول بھجرة المسیح الی کشمیر تحریر کیا۔ اس کے آخر میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

فَفِرَارُهُ اِلَى الْهِنْدِ وَ مَوْتُهُ فِي ذَالِكَ الْبَلَدِ لَيْسَ بِبَعِيْدٍ عَقْلًا وَ لَا نَقْلًا

ترجمہ: کہ ان حالات میں حضرت مسیح کا ہندوستان کی طرف بھاگ جانا اور اس شہر مذکور (یعنی سرینگر) میں آپ کو وفات پانا عقلی اور نقلی لحاظ سے بعید نہیں ہے۔

۳۔ مصر کے علامہ مفتی محمد عبدہ نے آیت اِنِّی مُتَوَفِّيْكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رض کے معنوں کی تائید میں لکھا ہے۔

اَلتَّوَفِّي هُوَ الْاِمَاتَةُ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ الْمُتَبَادِرُ۔
(المنار)

یعنی یہاں توفی سے مراد موت ہے، اور ظاہر او رمتبادر الفہم یہی معنی ہیں

الاستاذ محمود شلتوت سابق مفتی مصر و

ریکٹر الازہر یونیورسٹی قاہرہ نے اپنے فتوے میں تفصیلی طور پر وفات مسیح کے تمام پہلوؤں پر بحث کی ہے اور بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ وفات مسیح کے قائل مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا قطعاً جائز نہیں۔ بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

۱۔ اِنَّهٗ لَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ وَلَا فِي السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ مُسْتَنَدٌ يَصْلَحُ لِتَكْوِيْنِ عَقِيْدَةٍ يَطْمَئِنُّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ بِاَنَّ عِيْسٰى رُفِعَ بِجَسَدِهٖ اِلَى السَّمَآءِ وَ اِنَّهٗ الْاٰنَ فِيْهَا

۲۔ اِنَّ كُلَّ مَا تُفِيْدُهُ الْاٰيَاتُ الْوَارِدَةُ فِي هٰذَا الشَّاْنِ هُوَ وَعْدُ اللّٰهِ عِيْسٰى بِاَنَّهٗ مُتَوَفِّيْهِ اَجَلَهٗ وَرَافِعُهٗ اِلَيْهِ وَعَاصِمُهٗ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اَنَّ هٰذَا الْوَعْدَ قَدْ تَحَقَّقَ فَلَمْ يَقْتُلْهُ اَعْدَاؤُهٗ وَ لَمْ يَصْلُبُوْهُ وَ لٰكِنْ وَفَّاهُ اللّٰهُ اَجَلَهٗ وَ رَفَعَهٗ اِلَيْهِ

یہ فتویٰ سب سے پہلے الرسالۃ ۵ مئی ۱۹۴۲ء جلد ۱ ص ۲۴۲ میں شائع ہوا اور بعد میں الفتاوی کے نام سے مجموعہ فتاوی علامہ شلتوت میں الادارۃ

العَامَّةِ لِلثَّقَافَةِ الْاِسْلَامِیَّةِ بِالْاَزْھَرِ کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے۔

۱۔ قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ میں کوئی ایسی مستند نص نہیں ہے۔ جو اس عقیدہ کی بنیاد بن سکے اور جس پر دل مطمئن ہو سکے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مع اپنے جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور وہ اب تک وہاں موجود ہیں۔

۲۔ اس بارے میں جتنی آیات (قرآن کریم میں) وارد ہیں۔ ان کا مفاد صرف یہ ہے کہ اللہ کا عیسےٰ علیہ السلام سے وعدہ تھا کہ وہ خود ان کی عمر پوری کرکے وفات دے گا۔ اور ان کا اپنی طرف رفع کرے گا۔ اور انہیں ان کے منکرین سے محفوظ رکھے گا۔ اور یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ چنانچہ ان کے دشمنوں نے انہیں نہ قتل کیا نہ صلیب دے سکے بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی مقدر عمر پوری کی۔ اور پھر ان کا رفع اپنی طرف کی۔

نوٹ:۔ اس فتوے کے علاوہ علامہ موصوف نے مسیح علیہ السلام کی وفات اور رفع کے متعلق ایک مبسوط مضمون۔ ازہر یونیورسٹی کے رسالہ مجلۃ الازہر فروری ۱۹۶۰ء کے انگریزی حصہ میں THE ASECENSION OF JESUS کے عنوان سے شائع کروایا تھا۔ (بحوالہ احمدیہ پاکٹ بک حصہ اوّل و دوم مصنفہ قاضی محمد نذیر صاحب ص۱۰)

یہ ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زبردست علم کلام کی عظیم الشان کامیابی کا کچھ نمونہ۔

آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے متعلق بعض وساوس کا رد

بعض علماء نے جب دیکھا کہ لغت عرب کی رُو سے جب توفّی کے معنی قبض روح کے سوا ہو ہی نہیں سکتے۔ تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ توفّی ان کے دوبارہ نزول کے بعد ہوگی

اس کا جواب یہ ہے۔

۱۔ ان آیات سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کا دنیا میں نزول نہیں ہوگا ورنہ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کا خدا تعالےٰ کے حضور بیان غلط بیانی کے ذیل میں آتا ہے۔

۲۔ دوسرے ان آیات کریمہ سے یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ توفّی عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے ہوئی ہے۔ تو کیا ہم اس امر کو قبول کرلیں۔ کہ اب تک عیسیٰ علیہ السلام کی توفّی نہیں ہوئی اور نہ ہی عیسائیوں میں بگاڑ پیدا ہوا ہے۔ اور وہ صراط مستقیم پر ہیں۔ جیسے

عیسائیوں کا بگاڑ ثابت ہے تو یقیناً ان کی توفی اس سے قبل ہو چکی ہے

ب۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سے بے شک حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو جاتی ہے۔ مگر اس وفات کے بعد وہ دوبارہ زندہ کیئے گئے۔ اور آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور دنیا میں نزول کے بعد انہیں پھر دوسری مرتبہ وفات دی جائے گی۔ مگر یہ امر بھی قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کی سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۵۹ ۶۰ میں ہے کہ

أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ

یعنی ایک جنتی خوش ہو کر یہ کہہ رہا ہے کہ اب ہمیں اس جنت میں کسی موت کا سامنا نہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم پہلی موت کا ایک بار مزہ چکھ چکے ہیں۔ لیکن اس کے بعد اب کوئی موت نہیں ہوگی۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ہم ان نعماء جنت سے ابدی خوشیاں حاصل کریں گے

پس دو موتوں کا تصور صریح طور پر قرآنی آیات کے خلاف ہے۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان آیات کریمہ سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر دو دَور آئے ہیں۔

۱۔ ایک وہ جس میں وہ اپنی قوم میں موجود رہ کر انہیں توحید کی تعلیم دیتے رہے۔

۲۔ اور دوسرا وہ دور جس میں باقی انبیاء کی طرح وہ مرفوع الی اللہ ہوئے اور اپنی قوم میں موجود نہ رہے۔ اس دور میں صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کی قوم کا نگہبان اور ان کے حالات سے آگاہ تھا۔ ان کو اس دور میں اپنی قوم کی حالت کا کوئی علم نہیں کیونکہ ان دونوں دوروں میں ان کی وفات حدِ فاصل ہے۔ یہ آیات اس امر کو ردّ کرتی ہیں۔ کہ اُن کا پھر دنیا میں نزول ہو۔ اور وہ اپنی قوم پر دوسری بار نگہبان بنیں۔ اور ان کے حالات کا انہیں علم ہو۔

"پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دیگی۔ اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔" (کشتی نوح)

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب

وفاتِ مسیح نئے حقائق کی روشنی میں

[۱۹ر جولائی ۱۹۷۹ء کو مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے زیرِ اہتمام دارالذکر میں وفاتِ مسیحؑ کے متعلق ایک سیمینار میں یہ مقالہ پڑھا گیا۔]

حضرات! اس سیمینار میں مجھے وفاتِ مسیحؑ کا موضوع دیا گیا ہے۔ بڑے سادہ الفاظ میں مَیں آپ سے گفتگو کروں گا۔ میری کوشش ہوگی کہ کچھ نئی باتیں آپ کے گوش گزار کروں۔ امید ہے کہ آپ توجہ سے یہ باتیں سنکر اور مسیح موعود علیہ السلام کے مشن یکسر الصلیب کی صداقت کے زندہ گواہ بن کر یہاں سے جائیں گے۔

حیاتِ انبیاء کا عقیدہ دنیا میں کوئی نیا عقیدہ نہیں۔ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام سے قبل حیاتِ نوحؑ۔ حیاتِ ادریسؑ۔ حیاتِ موسےٰؑ۔ حیاتِ الیاسؑ۔ کا عقیدہ پیش کیا گیا۔ جب ایک پیغمبر کی زندگی سے لوگ مایوس ہوجاتے تو دوسرے پیغمبر کی حیات کے اعتقاد میں راسخ ہوجاتے۔ کتبات بائیبل کے علاوہ تورات۔ صحفِ انبیاء اور انجیل تک کی ذیل عبارتوں میں اس عقیدے کی صدائے بازگشت سنی جاسکتی ہے۔

کتبات بائیبل میں ایک عظیم طوفان کا ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ کشتی بناکر اس طوفان سے بچنے والا صاحب سفینہ بزرگ بالآخر دِمون میں بس گیا۔ حیاتِ جاوید اس کے مقدّر میں تھی اور وہ دیوتا بن کر ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی زندگی کی روایت تورات میں ہے۔ لکھا ہے۔ دنیا سے ان کا رفع ہوگیا۔ اور اس نے حیاتِ جاودال پائی۔

حیاتِ موسےٰؑ کا عقیدہ طالمود اور اساطیر یہود میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ بادلوں میں بیٹھ کر موسےٰؑ آسمان پر چلے گئے۔ یا ان کا جسم آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ حضرت موسےٰؑ کے دوبارہ آنے کا عقیدہ بھی یہود کے بعض حلقوں میں موجود رہا ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے رفع الی السماء

کی تفصیل بائیبل میں موجود ہے۔ صحیفہ ملاکی میں
جو کہ عبرانی عہد عتیق کا آخری صحیفہ ہے۔ ان کی
آمد ثانی کی خبر دی گئی ہے۔

نسل انسانی کو سب سے پہلا دھوکہ یہی
لگا کہ انسان ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔
آدم کو شیطان نے اسی خوشنما عقیدے کی طرف
لے جانے کی کوشش کی قرآن کریم میں ہے۔

شیطان نے کہا تمہارے ربّ نے
تم کو اس درخت سے صرف اس
لئے روکا کہ تم کہیں فرشتے نہ بن
جاؤ اور ہمیشہ رہنے والوں میں سے
نہ ہو جاؤ۔ (الاعراف ۲۰)

لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس حقیقت
کا سبق دیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
( ) ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا۔ نیز
فرمایا۔ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي
الْخَلْقِ ( ) کہ عمر کے نتیجہ میں انسانی
قوتوں میں اضمحلال طبعی قانون ہے۔

نیز فرمایا۔ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَ
فِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ
(الاعراف ۲)

کہا اسی میں تم جیو گے اسی میں مرو گے اور
اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

گویا نسل انسانی کو یہ سکھایا گیا ہے کہ انسان
فرشتوں کی زندگی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا پیدائش
زندگی موت اور حشر اجساد سب کچھ الارض سے
وابستہ ہے نہ کہ آسمان سے۔

قرآن حکیم نے بتایا کہ شجرۃ الخلد کا فریب
ابلیس کی اختراع ہے۔ اور یہ عقیدہ صحیح نہیں۔
اس کے باوصف ابنائے آدم میں یہ عقیدہ کسی
نہ کسی شکل میں موجود رہا۔ یہاں تک کہ حیات مسیح
کا عقیدہ الوہیت مسیح کی بنیاد بن کر ایک عالم
کی گمراہی کا سبب بن گیا۔ یہی وجہ ہے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی طبعی وفات پر قرآن کریم نے سب
سے بڑھ کر زور دیا ہے۔ گو سید الانبیاء حضرت محمد
مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی یہ
سوال پیدا ہوا۔ صحابہؓ آپ کی محبت میں دیوانے
ہو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے
ہو گئے۔ کہ جو شخص میرے آقا کو وفات یافتہ
کہے گا۔ میں گردن سے اس کا سر جدا کر دوں گا۔
اس نازک جذباتی موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی۔ آپ نے
قوم سے خطاب کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ( )

اور یہ استدلال عجیب۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے پہلے یا تو سب انبیاء طبعی موت سے
فوت ہو گئے یا راہ خدا میں شہید ہو گئے کوئی

پیغمبر ان دوراہوں سے گزرے بغیر اپنی امت سے جدا نہیں ہوا۔ اس سنت مستمرہ کے خلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیسے مادی طور پر زندہ جاوید ہو سکتے ہیں؟

قرآن حکیم میں صرف دو پیغمبروں کو خاص طور سے مخاطب کرکے ان کی طبعی وفات کی خبر دی گئی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے یہ خبر دی۔

یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ
رَافِعُکَ اِلَیَّ (   )

اے عیسیٰ میں تجھے طبعی طور پر وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ (   )

اے پیغمبر! کچھ الٰہی وعدے تو آپ کی زندگی میں پورے ہوں گے۔ اور کچھ اس وقت جب ہم آپ کو طبعی وفات دیں گے۔

توفّی کے معنی قبض روح کے ہیں۔ دیکھ لیجئے دونوں پیغمبروں کے لئے توفّی کا لفظ ہے لسان العرب اور تاج العروس میں ہے کہ

"مرنے والے کی توفّی سے مراد یہ ہے کہ اس کی طبعی زندگی کے دن اور مہینے اور برس پورے کئے جائیں۔ اور یہ صورت اسی حالت میں ہوتی ہے جب طبعی موت ہو۔ اور بذریعہ قتل نہ ہو۔"

یہ عجیب بات ہے کہ ان دونوں پیغمبروں کے بارہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک بڑی اہم خبر دی جو کہ حدیث میں درج ہے۔

اس مرض میں جس میں رسول خدا صلے اللہ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ یعنی آپ کا وصال مبارک ہوا۔ جبرائیل نے یہ بات بتائی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ اور آپ کی عمر اس سے نصف ہوگی۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہ عمر گزار کر فوت ہو گئے اور آپ کی روح کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ آپ کا رفع ہوا جبکہ بُرے آدمیوں کا رفع نہیں ہوتا فرمایا۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ
السَّمَآءِ (۸/۱۲)

ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔

اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طبعی عمر کم و بیش ساٹھ سال (بحساب شمسی) مقدر تھی۔ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدر طبعی زندگی کے تمام دن اور مہینے اور برس پورے کئے۔ اور رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔ کس قدر تطابق ہے دو پیغمبروں کی توفّی یعنی موت میں۔ یہی نہیں بلکہ فرمودۂ رسول ہے کہ میدان حشر میں میں وہی لفظ

کہوں گا۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہے ہیں۔ یعنی

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ (المائدہ)

جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگران تھا۔

کتنا مبرہن ثبوت ہے۔ وفات مسیح اور وفات رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن و حدیث کے بینات کی رو سے۔ اسی کے پیش نظر قرآن حکیم میں یہ اعلان ہے۔ کہ ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے (خلود) غیر طبعی طویل عمر نہیں بخشی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تُو تو وفات پا جائے۔ اور وہ غیر طبعی طویل عمر تک زندہ رہیں۔ ہر جان موت چکھنے والی ہے۔
(انبیاء ۳۵/۳۶)

پاپیاس کا عقیدہ

پاپیاس عیسےٰ علیہ السلام کے بعد دوسری صدی کے میں ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں جو کہ عیسیٰ علیہ السلام تابعین میں سے تھے۔ وہ ایشیائے کوچک میں کلیسیا کے بشپ یعنی سردار تھے۔ پاپیاس کا قول تاریخ میں درج ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے آقا ہر دورِ زندگی میں سے گزرے۔ وہ بچوں بڑوں۔ بوڑھوں کے لئے یکساں نمونہ تھے۔ ان کا بچپن بچوں کے لئے نمونہ تھا۔ ان کا لڑکپن لڑکوں کے لئے نمونہ تھا۔ ان کی جوانی جوانوں کے لئے نمونہ تھی۔ ان پر بڑھاپا آیا وہ بڑی عمر پا کر فوت ہوئے۔ ان کا بڑھاپا بوڑھوں کے لئے نمونہ ٹھہرا۔ یہ کتنا پیارا مضمون ہے۔ جو آج سے ۱۸۱۰ سال قبل بیان کیا گیا۔

کلیسیا کے اس سردار کی بات ردّ کرنا مشکل تھا۔

پولوس رسول کے علم کلام کے ماہر ایک بشپ ارینیوس نامی دوسری صدی کے آخر میں ہو گزرے ہیں وہ اس حیرت انگیز انکشاف سے بہت گھبرائے لیکن پاپیاس کی بات کو ردّ کرنا بہت مشکل تھا۔ عافیت اسی میں سمجھی کہ بات مان لی جائے۔ لیکن مطلب براری کے لئے اسے دوسری شکل دے دی جائے۔ اس نے بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ یہ جو خیال ہے کہ حضرت مسیح جوانی میں صلیب پا کر فوت ہو گئے تھے۔ یہ غلط ہے۔ اس نے بتایا کہ صلیبی موت دراصل بڑھاپے میں ہوئی تھی۔ چالیس سال کے بعد بڑھاپے کا دور شروع ہوتا ہے اور خداوند یسوع کم و بیش ۵۰ سال کے تھے کہ صلیب پر جان دے دی۔ یہ تاویل کر کے بشپ مذکور نے اصل حقیقت پر پردہ ڈال دیا۔
پاپیاس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد بھی ایک لمبا عرصہ زندہ رہے۔ یہاں تک کہ طبعی موت نے آلیا اور آپ وفات پا گئے۔ لیکن ارینیوس نے سب کچھ صلیب سے پہلے قرار دیا۔

صحائف تاج حمادی

واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی

زندگی کے راز سے اب پردہ اٹھ رہا ہے۔ مصر کے گاؤں ناج حمادی کے قبرستان سے قرونِ اولیٰ کی اناجیل برآمد ہوئی ہیں۔ پہلی انجیل کا نام توما کی انجیل ہے۔ توما حضرت مسیح علیہ السلام کے محبوب حواری تھے۔ اس انجیل میں حضرت مسیح کے ۱۱۴ اقوال درج ہیں۔ انجیل توما کے شروع میں ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے بعد زندہ تھے۔ یہ زندہ مسیح کے اقوال ہیں۔ بیشتر گفتگو واقعہ صلیب کے بعد کی ہے۔ صلیب کے کچھ عرصہ بعد جب حضرت مسیح نے ہجرت کا منصوبہ بنایا تو شاگردوں نے کہا۔

آقا! آپ ہمیں چھوڑ کر کہیں دور جا رہے ہیں بعد میں ہمارا سردار کون ہو گا؟

فرمایا۔ میرا بھائی یعقوب کوئی معمولی انسان نہیں وہ پیکرِ صدق و صفا ہے۔ اور بلند شان رکھنے والا مردِ مومن ہے۔ تم نے بہر صورت اس کی طرف رجوع پذیر ہونا ہے۔

اس انجیل میں عیسےٰ علیہ السلام کی کنعان سے ہجرت کا اشارہ موجود ہے۔

ناگ حمادی سے برآمد ہونے والی دوسری انجیل فلپ کی انجیل ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ صلیب پر جب حضرت مسیح کے منہ سے ایک مضطربانہ کلمہ نکلا

" اے میرے آقا میرے مولا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"؟

تو خدا کی رحمت دوڑتی ہوئی آئی اور نتیجۃً حضرت مسیح مُردوں میں سے زندہ ہو گئے۔ لیکن یہ نہ کہیئے کہ وہ پہلے مر گئے تھے، اور پھر زندہ ہو گئے حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ پہلے مردوں میں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر فوت ہوئے۔

اس انجیل میں صلیبی موت کا عقیدہ لکھنے والوں کو غلطی خوردہ قرار دیا گیا ہے۔

قرنِ اولیٰ کی دُرِّثمین

اسی طرح آثار سے قرنِ اوّل کے نصاریٰ کی درثمین یعنی پاکیزہ نظموں کا مجموعہ برآمد ہوا ہے۔ اس میں ۴۲ سریانی نظمیں ہیں۔ ان میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح "موتیٰ" نہیں۔ بلکہ کالموتیٰ تھے۔ دشمن نے سمجھ لیا کہ وہ مُردہ ہیں، حالانکہ وہ زندہ تھے ایک نظم میں ہے۔ مریم اور ابن مریم کو دنیا میں ایک بلند مقام پر پناہ دی گئی۔ جہاں سے ماں بیٹے نے چاروں اکناف عالم میں خدا تعالےٰ کے نام کی منادی کی۔ ان نظموں کا نام "غزل سلیمان" ہے

حج کعبۃ اللہ

اس صحیفہ میں ایک عجیب نظم ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ کے اوّلین گھر کی برتری اور فضیلت کا ذکر ہے۔ اور وہاں خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ظہور کی خبر دی گئی ہے۔ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم کو کشفاً بتایا گیا تھا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کعبۃ اللہ کے حج کے لئے آئے تھے۔ ان کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے

"میں حاضر ہوں اے میرے خدا
میں حاضر ہوں۔ میں تیری ایک بندی
کا بیٹا ہوں جو کہ دو نیک بندوں
کی اولاد تھی۔"

(اخبار مکہ صہ۳۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح حج سے فیض یاب ہوئے اس کے بعد آپ بلاد شرقیہ کے سفر پر روانہ ہوگئے

منازلِ سفر

آپ نے بلاد شرقیہ کا بڑا حصہ اپنے قدموں کے نیچے طے کیا۔ آپ کی آخری منزل ہمالہ دیش تھی۔ بھوش پران ہندوستان کی نہایت قدیم دستاویز ہے۔ اس میں ہے کہ راجہ شالباہن کے زمانہ میں آپ ہمالہ دیش میں تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک الہامی صحیفہ تھا۔ اس کی دعائیں آپ کی زبان پر تھیں۔ آپ کا مشن محبت۔ صداقت۔ اور تزکیہ قلوب تھا۔ اس مشن کے باعث اسے عیسٰے مسیح کے نام سے یاد کیا گیا۔ آپ کو ہمالہ دیش کے علاقہ میں راجہ شالباہن نے پورے طور پر بسا دیا۔ راجہ شالباہن نے ہمالہ دیش کی ایک چوٹی پر حضرت مسیح سے باتیں کیں۔ یہ حکمران کون تھا؟

امریکن انسائیکلوپیڈیا میں ہے

"راجہ شالباہن دوسری صدی کے آغاز میں برسرِ اقتدار آیا یعنی سنہ ۱۰۲ء میں۔" گویا اس وقت جب یہ ملاقات ہوئی حضرت مسیح کی عمر ایک سو دس سال کے قریب تھی۔ اور ۱۲۰ سال کی عمر میں ہمالہ دیش کی گل پوش وادی کشمیر جنت نظیر میں فوت ہوئے۔

صحیفہ یوز آسف

آپ کی وفات کا ذکر ہندوستان کے ایک نوشتہ میں بھی ہے اسے صحیفہ یوز آسف کہتے ہیں۔ یہ صحیفہ پرانے ماخذ کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ عہد عباسیہ میں اس کا عربی ترجمہ ہوا۔ اس صحیفہ میں حضرت مسیح کی تعلیمات اور تمثیلات ایک ہندو شہزادہ جو ترک دنیا کر کے بدھ راہب بن گیا تھا کی طرف منسوب کر دی گئیں۔ اس صحیفہ کے آخر میں ہندوستان کی ایک روایت قدیم کا ذکر ہے۔ کہ یوز آسف پرانے وقتوں کے ایک رسول تھے۔ سیاحت دور و دراز کے بعد ان کا ورود کشمیر میں ہوا ان کا مشن بکھرے ہوئے لوگوں کو مجتمع کرنا تھا۔ ان کا وقت آخر آ گیا تو کشمیر میں فوت ہوئے۔ اور ان کی روح اعلیٰ علیین میں چلی گئی۔ یعنی ان کا رفع ہوا اور وہ کشمیر میں مدفون ہوئے۔ لکھا ہے کہ کشمیر میں انھوں نے خدا تعالےٰ

کی کلیسیا قائم کی اور اس میں گزرے ہوئے نیک لوگوں کے چراغ روشن کئے۔

یوز آسف کون تھا؟

عبرانی میں آسف کے معنے ہیں اکٹھا کرنے والا۔ صحف سماوی میں پیشگوئی ہے کہ آنے والا مسیح منتشر لوگوں کو اکٹھا کرے گا۔ اس مشن کے اظہار کے لئے عبرانی میں آسف کا مادہ لایا گیا۔ آسف حضرت مسیحؑ کا خصوصی لقب تھا وہ خود فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرنے اور ان کو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لہذا یوز آسف یسوع آسف ہے۔ ان آثار سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے صلیبی موت سے نجات پائی اور بلاد شرقیہ میں اسباط بنی اسرائیل کی تلاش میں ان کو مجتمع کرنے کے لئے تشریف لائے۔

اب آئیے واقعہ صلیب کی طرف اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس کی تفصیل کیا ہے، کیا حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہو گئے تھے؟

تصویر درد

حضرات! کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی مصائب کی تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے گھوم جائے۔ متنازعہ فیہ المیہ کو SLOW MOTION میں دکھایا جائے سوچ کی اس پرواز کو شاید دیوانے کی بڑ کہا جائے گا۔ ذرا رکئے ایک خاموش غیر متحرک فلم موجود ہے۔ یہ تصویر درد ہے۔ صلیبی مصائب اور اس کے بعد کے Impression اس فلم میں موجود ہیں۔ یہ فلم ایک قدرتی عکس پر مبنی ہے۔ جو کہ اس ۱۴ فٹ چادر میں منعکس ہو گیا۔ جس میں صلیب کے بعد حضرت عیسےٰؑ کا زخموں سے چور بدن رکھا گیا۔ کچھ ایسے قدرتی عوامل تھے کہ جسم کے سامنے کے حصہ کا اور پچھلے حصہ کا پورا نیگیٹو اس چادر میں منتقل ہو گیا۔ چہرے کی پوری تصویر آج ہمارے سامنے ہے۔ جس ٹیم نے ہیروشیما پر بم گرایا اس کا ایک رکن یہ تصویر دیکھ کر پکار اٹھا۔

> اسے میں ایٹم بم سے بھی زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ ایٹم بم نے تاریخ عالم کے دھارے کو بدل دیا اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ لیکن یہ تصویر امن عالم کی آئینہ دار ہے اس کے اندر دنیا کے پائیدار امن کی ضمانت ہے۔

یہ قدرتی عکس ایک مکمل نیگیٹو ہے آج سے دو ہزار سال پہلے کے دور میں ایک مکمل فوٹو پلیٹ کیسے بن گئی؟

سائنسدان سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں اس کا کوئی جواب نہیں دے پائے۔ گزشتہ سال

یہ عاجز کسر صلیب کانفرنس کے سلسلہ میں لنڈن میں تھا۔ وہاں میں نے ایک فلم "کفن مسیح" پر دیکھی۔ یہ دستاویزی (Documentary) فلم ہے۔ جس میں کفن کے سارے مدارج دکھائے گئے ہیں۔ آخر میں پریس کانفرنس ہے۔ دنیا کے مشہور سائنسدان ایک گول میز کے گرد جمع ہیں۔ ان سے یہی سوال ہوا کہ یہ تصویر کیسے بن گئی؟ کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ بتایا گیا کہ نظریئے بہت سے ہیں لیکن تجربے کی کسوٹی پر کوئی پورا نہیں اترا۔ اس فلم کا نام ہے

"The silent witness"

خاموش شہادت۔

اس چادر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ۲۸ زخموں کے نشان ہیں۔ جن میں سے زندہ اور رواں خون کی دھاریاں اور پرپیچ پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان دھاریوں کا نیگیٹو بغور دیکھیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح زندہ اس چادر میں رکھے گئے تھے۔ دل عروق بدن کو برابر پمپ کر رہا تھا۔ مخالف سمتوں میں خون پھیل رہا تھا جو کہ ثبوت ہے اس امر کا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ بظاہر مردہ اور بباطن زندہ تھے۔ آج یہ کفن اٹلی کے شہر ٹورن کے ایک گرجاگھر میں محفوظ ہے۔ یہ چادر صلیب کے بعد کہاں گئی؟ ساری دنیا میں یہ تحقیق ہو رہی ہے قرون وسطیٰ کی ایک روایت ہے کہ حضرت مسیحؑ نے ایڈیسہ کے عرب حکمران ابگر کو یہ لکھا

"میں آپ کو ایک چادر بھیج رہا ہوں اس پر میرے چہرے اور تمام بدن کے نقوش مرتسم ہیں"

(Shroud by Robert wilcox (page 45)

اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ بھی استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ نے اس چادر کو اپنے عقیدت مند حکمران ابگر کی تحویل میں دے دیا۔ اس طرح بادشاہوں نے حضرت مسیحؑ کے کپڑوں سے برکت حاصل کی۔ چنانچہ اس چادر کو چھونے اور اپنے اوپر ڈالنے کی وجہ سے ابگر معجزانہ طور پر صحت یاب ہو گیا۔ بعد ازاں ایڈیسہ سریانی کلیسیا کا مرکز بن گیا۔ صلیبی واقعہ کے بعد ایک ہزار سال تک یہ چادر کہاں رہی؟

آثار سے یقینی تاریخی ثبوت کوئی نہیں ملا۔ ایک جھلک ملتی ہے کہ ایڈیسہ میں ایک ہزار سال تک یہ مقدس چادر محفوظ رہی۔ ایک نیا استدلال ملاحظہ ہو۔ کلیسیا ایڈیسہ نے پہلی صدی کے آخر میں سریانی نظموں کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ اس میں ایک مخفی اشارہ ہے جسے نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک نظم میں حضرت مسیحؑ دنیا سے مخاطب ہیں کہ کس طرح مجھے صلیبی موت سے بچایا گیا۔ اس سلسلہ میں بڑا ہی معنی خیز اشارہ ہے۔ لکھا ہے۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے لباس میں نیا بنا دیا، یعنی نئی زندگی سے روشناس کیا؛ اور اپنے نور کے قبضہ میں مجھے دے دیا" (غزل ۱۱)

خدا کی پوشاک یا لباس ایک استعارہ ہے۔ یہ ذومعنی ہے۔ بظاہر مراد لباسِ تقویٰ ہے۔ اور اس میں لباس فاخرہ کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ جس میں آپ کو دوبارہ زندگی ملی۔ یہ چادر بلا ریب ایک غیر متحرک فلم ہے

کسرِ صلیب پر مبنی ایک کشف

اب ایک متحرک فلم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جنگِ عظیم دوم جب ختم ہوئی۔ تو جنگی مصائب کا ستایا ہوا ایک جرمن نوجوان اپنے آبائی قصبہ میں پناہ گزین ہو گیا۔ اس کا نام HANS NABER ہے۔ ۱۹۴۷ء کی بات ہے۔ ایک رات ہانس نیبر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ سامنے کی سفید دیوار پر آناً فاناً ایک رنگین فلم چلنی شروع ہو گئی۔ ایک متحرک فلم میں صلیبی مصائب کی "تصویر درد" دکھائی جا رہی تھی۔ اس عجیب و غریب تجربہ سے ہانس نیبر حواس باختہ ہو گیا۔ اور رات بالکل سویا نہیں۔ دوسری رات پھر ایسے ہی ہوا۔ ہانس نیبر بیمار پڑ گیا۔ یہاں تک کہ چھ دن رات گزر گئے۔ ساتویں دن صبح ۴ بجے یعنی ۱۸ فروری ۱۹۴۷ء کو نور کے ہالے میں حضرت مسیح نمودار ہوئے۔ آپ نے ایک پیغام دیا۔

"میں صلیب پر فوت نہیں ہوا۔ میری طاقت سلب ہو گئی تھی، میرے بدن میں زندگی بظاہر ناپید تھی۔ میرا دل ابھی حرکت میں تھا۔ بعد ازاں میرے زخموں پر مرہم لگائی گئی۔ یوسف آرمیتھیا نے ایک قبر میں لٹا دیا۔ مجھے آرام پہنچایا گیا۔ میرا دل مضبوط ہونے لگا۔ اس طرح میں دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا۔"

حضرت مسیح ٹھہر ٹھہر کر بول رہے تھے۔ ہانس نیبر قلم تھامے اس پیغام کو قلمبند کرنے لگا۔ پیغام کا حرفِ آخر یہ تھا۔

میں یسوع ہوں جسے لوگوں نے صلیب دے دیا۔ ہاں! تم نے یہ دیکھ لیا۔ میں صلیب پر مرا نہیں۔ اس حقیقت کی شہادت اب تمہیں دینا ہوگی۔

اس فقرے پر حضرت مسیح غائب ہو گئے۔ اس کے بعد ہانس نیبر گہری نیند میں ڈوب گیا۔ تین دن سویا رہا۔ جب بیدار ہوا تو اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پیغام کی منادی پر کمربستہ ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا۔ امر واقعہ ہے کہ آج تک ہانس نیبر صلیب کی حقیقت اور کفن مسیح پر تحقیقات کر رہا ہے۔ پیرس

اس نے "ہولی شراؤڈ فاؤنڈیشن" کے فنڈ سے سرانجام دی۔ بہت سے مقالے اور کتابیں لکھیں۔ سائنسدانوں کو بھاری معاوضے دیکر کفن مسیح پر تحقیقات کروائی ریسرچ کے نتائج پوپ کو ارسال کرتا رہا۔ اس نے کہا کفن مسیح بتا رہا ہے کہ حضرت مسیحؑ فوت نہیں ہوئے تھے۔ اس تحقیق کی وجہ سے عیسائی دنیا پریشان ہوگئی۔ فونڈیشن کے فنڈز کے غلط استعمال کے کئی مقدمے اس کے خلاف کھڑے کر دیئے گئے۔ آج ہان نیبر اپنے ہی قصبہ کی جیل میں طویل مدت کی قید بھگت رہا ہے۔

ہان نیبر کو جماعت احمدیہ کی طرف سے کسر صلیب کانفرنس لنڈن میں مقالہ پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے جیل سے یہ ساری روداد لکھ بھیجی۔ جو کہ میں نے اوپر درج کی ہے۔ کسر صلیب

تجاویز برائے شوریٰ انصار اللہ

جو مجالس شوریٰ انصار اللہ کے ایجنڈا کے لئے تجویز/تجاویز بھجوانا چاہتی ہوں وہ تجویز/تجاویز کو معین الفاظ میں لکھ کر اور اپنی مجلس عاملہ انصار اللہ سے منظوری لے کر جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوادیں۔ تجاویز بھجواتے وقت اس امر کی وضاحت کی جائے کہ مجلس عاملہ نے اس کی منظوری دے دی ہے۔ تجاویز بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۰ تبوک/ستمبر مقرر ہے۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

کانفرنس کے مقالات ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں لنڈن میں شائع ہوگئے ہیں۔ ہان نیبر کا مقالہ بڑا درد انگیز حیران کن اور دور رس نتائج کا حامل ہے۔ سب نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ مقالہ پڑھیں۔ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوگیا ہے۔

ہان نیبر کہتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں کسر صلیب کی تحقیق پیش کی ہے۔ اور مجھے بیسویں صدی کے وسط میں اس حقیقت پر مبنی فلم دکھائی گئی۔ جب میں یہ نظارہ دیکھ رہا تھا میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ دنیا میں صلیبی موت سے نجات کا نظریہ قادیان کی دور افتادہ بستی سے پیش ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا یہی نشان کچھ کم نہیں۔

الغرض یہ مقالہ حیران کن باتوں پر مشتمل ہے۔ اسے پڑھیے آپ کا دل پکارے گا۔ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت
— کے لئے —
آپ کے تعاون کا محتاج ہے

مکرم عبدالرحیم صاحب راٹھور

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا

قسم ہے چاند کی جب پیروی کرے سورج کی یعنی سورج سے نور حاصل کرے اور پھر سورج کی طرح اس نور کو دوسروں تک پہنچا دے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

نیّرِ اعظم شفق میں جب ہوئے خلوت گزیں
جب شبِ تاریک یوں ہوتی گئی بے حد دراز
چل دیئے سارے فدائی غمخوار باقی رہ گئے
ہو گئے ویراں مدارس علم اور عرفان کے
میکدے سنساں ہوئے رخصت ہوئیں مے نوشیاں

شب کی تاریکی میں پوشیدہ ہوا رُخِ زمیں
جنگلوں میں اہلِ شر کرنے لگے کچھ سازباز
باوفا جاتے رہے بے کار باقی رہ گئے
گم ہوئے تاریکیوں میں راستے ایمان کے
ماہ و انجم خوف سے کرنے لگے سرگوشیاں

کچھ کواکب ہلکی ہلکی روشنی دیتے رہے
دین کی کشتی شبِ تاریک میں کھیتے رہے

لوگ جب غافل ہوئے خود منبعِ عرفان سے
جب حدی خواں سو گئے اور رہنما غافل ہوئے
جب صنم خانوں میں راتوں کو چراغاں ہو گئے
ٹمٹمائی شمعِ حق، پروانے بھی جاتے رہے
قدسیوں کے دل جہاں کے حال سے بریاں ہوئے

ہو گئے محروم اس کے حسن اور احسان سے
قافلے میں چور ڈاکو، راہزن شامل ہوئے
جب پرستارانِ ظلمت مستیوں میں کھو گئے
راہرو تاریکیوں میں ٹھوکریں کھاتے رہے
عالمِ بالا میں سب کرّوبیاں گریاں ہوئے

اہلِ دل کرنے لگے محسوس بے حد اضطراب
رو پڑے خوبانِ جنّت پھینک کر اپنے نقاب

(۲)

عرض کی خیر الرسلؐ نے اے خدائے آفتاب!
بخش دیجے اب شبِ تاریک کو اک ماہتاب

عرش سے آئی ندا کرتو یوں کو، اے شتاب!
فضل کا در کھول دو، رحمت کا برساؤ سحاب

کھل گیا درِ فضل کا اور وا ہوا رحمت کا باب
ابرِ رحمت خوب برسا، یخ ہوا سب التہاب

ہو گئے رقصاں خلا میں رات بھر لاکھوں شہاب
قدسیوں کو تھی تلاشِ مہدئ عالی جناب

عاشقِ خیر الرسلؐ کا ہو گیا جب انتخاب
محفلِ انجم میں آیا اک سہانا انقلاب

جانبِ مشرق افق پہ بدرِ کامل وقتِ شام
نور کی مشعل لئے خود آ گئے بالائے بام

فصلِ گل میں نیم شب کتنی حسیں ہے چاندنی
چودھویں کے چاند کی روح آفریں ہے چاندنی

اکتسابِ نور سورج سے ہی کر لیتا ہے یہ
روح میووں میں گلوں میں رنگ بھر دیتا ہے یہ

نفسِ مومن میں کمالاتِ قسم مشہود ہیں
روز و شب پُر نور ہیں صبح و مسا محمود ہیں

خیرِ اُمت میں ہزاروں چاند روشن ہو گئے
بدرِ کامل روشنی میں سب سے احسن ہو گئے

عارفِ اسرارِ حق، والا گہر، ذی احتشام
کاسرِ سحرِ صلیبی، عاشقِ خیر الانام

آ گئے ہو کر مسیحا خیرِ امت کے لئے
غلبۂ اسلام، حق کی شان و شوکت کے لئے

معجزے تازہ ہوئے پھر چشمۂ عرفان کے
کھل گئے ہر سو مدارس حسن اور احسان کے

نیرِ اعظم سے ہی دونوں جہاں روشن ہوئے
گو بظاہر بدرِ کامل زینتِ گلشن ہوئے

سید عبدالحی

شمائل شریفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ و عادات مبارکہ

۱۔ كَانَ إِذَا خَلَا بِنِسَائِهِ أَلْيَنُ النَّاسِ وَ أَكْرَمُ النَّاسِ ضَحَّاكًا بَسَّاماً [سنن سعید بن منصور]

جب حضور گھر کی خواتین میں تشریف فرما ہوتے تو نہایت نرم خو۔ باوقار اور ہنستے مسکراتے ہوتے۔

۲۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ (بخاری)

حضور جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیتے۔

۳۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمِرْفَقَ لَبِسَ حِذَاءَهُ وَ غَطّٰى رَأْسَهُ۔ [سنن سعید بن منصور]

حضور جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو جوتیاں پہن لیتے۔ اور سر کو ڈھانپ لیتے تھے۔

۴۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ [مسند احمد بن حنبل]

حضور جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ میں ہر قسم کی غلاظتوں اور ناپاک و مضر اشیاء سے تیری پناہ آتا ہوں۔

۵۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ (بخاری)

حضور جب کسی بیمار کے ہاں تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے فکر کی بات نہیں انشاء اللہ بیماری دور ہو جائے گی۔

۶۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ (بیہقی شعب الایمان)

جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں کو بابرکت بنا۔ اور ہمیں رمضان تک زندگی پانے کا موقعہ دے

۷۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَاَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ (بیہقی)

جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور ہر قیدی کو چھوڑ دیتے۔ اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ دیتے

۸۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهٗ ثُمَّ لَا يَاْتِيْ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ (بیہقی)

جب ماہِ رمضان آتا تو حضور عبادات کے لئے کمر باندھ لیتے۔ اور جب تک یہ ماہ گزر نہ جاتا۔ بستر پر نہ آتے (بلکہ ساری رات عبادت میں گزارتے۔)

۹۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَكَثُرَتْ صَلَاتُهٗ وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ وَاَشْفَقَ لَوْنُهٗ (بیہقی)

جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ کثرت سے نمازیں پڑھتے اور انتہائی تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعائیں فرماتے۔

۱۰۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيَا لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ (بخاری ومسلم)

جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو حضور عبادات کے لئے کمر کس لیتے۔ اور اپنی راتوں کو (عبادات سے) بیدار کرتے۔ بلکہ گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے جگاتے۔

۱۱۔ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ بَدَاَ بِالسِّوَاكِ (مسلم)

حضور جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

نیکی پر دوام

مجالس انصار اللہ متوجہ ہوں

--- (از محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ) ---

رمضان شریف کا مہینہ بہت سی برکات کا حامل ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے انسان کو خاص نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ اور اس میں نیکیوں کا ایک مخصوص ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ دوست قرآن کریم کی تلاوت اور نمازوں میں زیادہ باقاعدگی اختیار کرتے ہیں۔ مساجد اس ماہ میں غیر معمولی طور پر بھری بھری نظر آتی ہیں۔ اس دفعہ بھی رمضان کا بابرکت مہینہ گزر رہا ہے۔ مساجد میں نمازیوں کی خوب رونق ہے۔ یہ رونق دیکھ کر جہاں دل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے وہاں قدرتی طور پر یہ خواہش بھی پیدا ہوتی ہے کہ کاش مساجد میں یہ رونق سارا سال قائم رہے۔

میں مجالس انصار اللہ کے جملہ عہدہ داران کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسا پروگرام بنائیں کہ جن دوستوں نے رمضان شریف میں باقاعدگی کے ساتھ نماز شروع کی ہے وہ اس پر مداومت اختیار کریں۔ ایسے دوستوں کی فہرستیں تیار کر لی جائیں۔ ان کو رمضان میں نہایت حکمت اور نرمی کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ دلائی جائے کہ انہوں نے نیکی کا جو کام شروع کیا ہے۔ اسے سارا سال قائم رکھیں اور اس پر عمل پیرا رہیں۔

خاکسار: مرزا طاہر احمد

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے مخلصین

(قسط نمبر ۲۱)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مندرجہ ذیل احباب نے ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقوم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کے قیام کی سہولت کے لئے ان احباب کا یہ تعاون قابل قدر ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ان احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر نصب ہونے والی سنگ مرمر کی یادگار دعائیہ تختیوں پر کندہ کرائے جا رہے ہیں۔ گیسٹ ہاؤس کی مزید توسیع کی ضرورت ہے۔ اس لئے مخیر احباب اس کار خیر میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

نمبر شمار	اسمائے گرامی	رقم
۱	مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب چک ۳۶۶ ملتان منجانب پسر چوہدری انوارالحسن صاحب مغربی جرمنی	۵۰۰ روپے
۲	،، میاں سراج دین صاحب مرحوم منجانب پسر محمد شفیع صاحب ربوہ حال ،، ،،	۵۰۰ ،،
۳	،، محمد شفیع صاحب دارالبرکات ربوہ حال مغربی جرمنی	۵۰۰ ،،
۴	محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ ملک اکبر شاہ صاحب ایجنٹ پایاں پشاور	۵۰۰ ،،
۵	اختر حبیب الرحمن صاحب مرحوم منجانب برادر ڈاکٹر حامد عزیز الرحمن صاحب نیویارک	۵۰۰ ،،
۶	مکرم صابر علی صاحب ۳۹ W.B ملتان	۳۰۰ ،،
۷	،، کرم علی صاحب کاتب اہلیہ مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ منجانب امۃ الحفیظ ثریا غازی صاحبہ لنڈن	۳۰۰ ،،
۸	،، بشیر احمد صاحب بٹ ۳۲۲/۱۲ پیپلز کالونی فیصل آباد	۳۰۵ ،،
۹	،، حکیم محمد عباس صاحب اعوان بھیرہ ضلع سرگودہا	۳۰۰ ،،
۱۰	،، حکیم فضل کریم صاحب مجاہد ولد حکیم چراغ دین صاحب کیسرہ بازار گوجرانوالہ	۳۰۰ ،،
۱۱	،، ملک مبارک احمد صاحب مرحوم منجانب ناصر احمد صاحب لاہور	۳۰۰ ،،
۱۲	،، مولوی عبدالعزیز صاحب فاضل مرحوم آف بھگلانہ چک ۹۸ ج ب فیصل آباد	۵۰۰ ،،
۱۳	مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم صدر لجنہ اماء اللہ چک ۹۸ ج ب فیصل آباد	۵۰۰ ،،

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے دورۂ کراچی (۲۸ احسان ۱۳۵۸ہش تا ۵ وفا ۱۳۵۸ہش) کی مختصر رپورٹ

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کی دعوت پر کراچی تشریف لائے۔ آپ کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

۱۔ ۲۸ احسان ۱۳۵۸ہش۔ مذاکرہ علمیہ موضوع وفات مسیح ناصری بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ عزیز آباد

۲۔ ۲۹ احسان ۱۳۵۸ہش۔ تربیتی اجلاس مجلس انصار اللہ ضلع کراچی بمقام احمدیہ ہال بعد نماز جمعہ

۳۔ ۳۰ احسان ۱۳۵۸ہش خطاب لجنہ اماء اللہ کراچی بمقام احمدیہ ہال بعد نماز عصر

۴۔ ۳۰ احسان ۱۳۵۸ہش مذاکرہ علمیہ۔ موضوع جماعت احمدیہ کے عقائد بمقام احمدیہ ہال بعد نماز مغرب

۵۔ ۴ وفا ۱۳۵۸ہش۔ تبلیغی نشستیں

۶۔ ۵ وفا ۱۳۵۸ہش مذاکرہ علمیہ موضوع

"اسلام کا مستقبل" بمقام ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کراچی

پروگرام دو خصوصی مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا تھا۔

۱۔ اجتماع انصار اللہ میں صدر محترم کی شمولیت۔

۲۔ جماعت کراچی کے ہر طبقہ کے ذریعہ اصلاح و ارشاد کے پروگراموں کی ترویج۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں اور حضرت امیر المومنین کی خصوصی دعاؤں کے طفیل ان دونوں مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

تربیتی اجتماع مجلس انصار اللہ ضلع کراچی

تربیتی اجتماع انصار اللہ ضلع کراچی نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ اور اراکین انصار اللہ صدر محترم سے جو بنفس نفیس ہمہ وقت تشریف فرما تھے مستفیض ہوئے۔ مکرم مرزا طاہر احمد صاحب

نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب کو قولِ سدید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ نماز جمعہ کے فوراً بعد اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی۔

یہ اجتماع دو اجلاس پر مشتمل تھا۔ صدر محترم نے پہلے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ اور اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ اور اجتماع سے اختتامی خطاب فرمانے کے بعد دعا فرمائی۔

افتتاحی خطاب

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں نوجوان انصار کے بارے میں فرمایا کہ جب ہمارے خدام انصار کی عمر کو پہنچتے ہیں تو وہ ایسے طرزِ عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے کہ وہ اب ریٹائر ہونے کی عمر کو پہنچ چکے ہوں۔ ان کے عمل سے ذمہ واری کے فقدان کا اظہار ہوتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ مومن کے لئے ریٹائر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جوں جوں عمر بڑھتی ہے امتحان کا وقت قریب ہوتا جاتا ہے۔ ایسے وقت میں اگر کوئی طالب علم غیر ذمہ داری کا ثبوت دے تو اس کی کامیابی کا امکان کم رہ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر اگر ہم غور کریں تو ایسے لگتا ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے۔ حضور کے کام کی رفتار تیز ہوتی گئی۔ اور آپ کی کیفیت اس مسافر کی طرح تھی جو سفر کر رہا ہو اور وہ کبھی سورج کو دیکھے اور کبھی اپنے اس فاصلے پر غور کرے جو اس نے ابھی طے کرنا ہے۔ اور اسے یہ فکر کھائی جا رہی ہو کہ کہیں منزل پر پہنچنے سے قبل سورج غروب نہ ہو جائے۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی

اَنْتَ الشَّیْخُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ

تو وہ بزرگ ہے جس کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سارا وقت دین کے لئے خرچ ہوتا تھا۔ اور پھر بھی دل میں یہ بے چینی کہ شاید میرا وقت ضائع نہ ہو رہا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے محبت کے رنگ میں مذکورہ بالا الفاظ میں تسلی دی۔ آپ نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے انصار کو توجہ دلائی کہ وہ زندگی کے لمحات کو قیمتی سمجھ کر انہیں نیک کاموں میں خرچ کریں۔ وقت تھوڑا ہے اس کو ضائع نہ کریں۔

اختتامی خطاب

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ نئی صدی جماعت احمدیہ پر غیر معمولی ذمہ واریاں لے کر آ رہی ہے۔ دنیا میں تبدیلیاں احمدیت کے لئے پیغام عمل لا رہی ہیں۔ ہمیں وہی کرنا چاہیئے جو ایک بچہ مشکل کے

وقت کرتا ہے۔ یعنی محبت سے اپنی ماں کی گود میں آجاتا ہے۔ آپ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے مضبوط کریں۔ اور خدا کی رسی سے مضبوط کوئی رسی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اس شعر میں ہے ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ محفوظ ہے۔ پس انصار صاحبان خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ پاکستان میں اوسط عمر ۴۰ سال ہے۔ انصار بننے کے لئے آپ کو دس سال مزید ملے ہیں۔ اس لئے خدا کا شکر کرتے ہوئے اس سے پیار کریں۔ اور اس کو ہر وقت یاد رکھیں۔

پروگرام اصلاح و ارشاد

اصلاح و ارشاد کا پروگرام بھی احسن رنگ میں منعقد کیا گیا۔ اس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کراچی کے انصار، خدام، لجنات اور بچوں میں ایک نیا ولولہ اور نئی روح تبلیغ کے لئے پیدا ہوئی۔ جس کے ثمرات بھی ملنے لگے۔ صرف ماہ وفا ۱۳۵۸ ہش میں اب تک ۸ نئی بیعتیں ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ

اصلاح و ارشاد کے پروگراموں کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے

۲۸ احسان ۱۳۵۸ ہش

مذاکرہ علمیہ ۔ وفات مسیح ناصری

مکرم صاحبزادہ صاحب نے نماز مغرب پڑھائی۔ اس کے بعد مذاکرہ شروع ہوا۔ مکرم محترم امیر صاحب نے حاضرین سے محترم صاحبزادہ صاحب کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مکرم صاحبزادہ صاحب نے وفات مسیح ناصری کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد دوستوں کے سوالوں کا تفصیلاً جواب دیا۔

خطاب لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

ساڑھے چار بجے شام بمقام احمدیہ ہال یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ آپ کے ساتھ مکرم عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ اور مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ نمائندہ لجنہ کراچی موجود تھے۔

آپ نے لجنہ کو ان کی اہم ذمہ داری یعنی تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ ہم جو اپنے آپ کو مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسوب کرتے ہیں۔ ہم پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ اخلاقی حدود کی پابندی میں ہی زندگی کی اصل مسرت ہے۔ مغربی اقوام جنہوں نے حدود کو توڑ دیا ہے۔ بڑی ذہنی اذیت میں مبتلا ہیں۔ آپ نے خواتین کو توجہ دلائی کہ وہ ان حدود کو قائم رکھیں۔ جو اسلام نے ہمیں سکھائے ہیں۔

مذاکرہ علمیہ ۔ جماعت احمدیہ کیقباد ٹاؤن

اس مذاکرہ کا سارا انتظام مجلس خدام الاحمدیہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سخت خطرات میں ہے۔ پاکستان سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس لیے اس ملک کی مشکلات ہمارے لیے پریشانیاں پیدا کرتی ہے۔ اس کے لیے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ہم پر خدا تعالیٰ کی گرفت ہوگی۔ اگر ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا۔ اس لیے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ دوسروں سے ہمدردی کرے۔ اور انہیں احمدیت کی دعوت دے۔

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونا کوئی معمولی کام نہیں۔ کیونکہ وہ دنیا کے سب سے عظیم انسان کی طرف منسوب ہو رہا ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان مقام کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے۔

دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب

قوسین او ادنیٰ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے اتنے قریب ہوئے کہ اور کوئی نہیں ہوا۔ بعد ازاں وہ نیچے جھک گئے۔ اور لوگوں کو بتایا جو میں نے پایا ہے۔ تمہیں بھی دیتا ہوں۔ پھلدار شاخیں ہمیشہ جھک جاتی ہیں۔ فتدلّٰی میں جھکنا مراد ہے۔ جیسا کہ پھلدار درخت جھکتا ہے۔ اس لئے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اپنے دعوؤں میں سچی محبت کا رس گھولیں۔ وقت بہت نازک ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بعد ازاں ساڑھے تین بجے سے ساڑھے چھ بجے شام تک سوال وجواب کی مجلس کا انعقاد ہوا۔ حضرت میاں صاحب قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں دیتے رہے۔ جس کا سامعین پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ اس مجلس میں تین غیر از جماعت احباب نے حضرت میاں صاحب کی موجودگی میں بیعت فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ایک بیعت مکرم احمد دین صاحب زعیم انصار اللہ کلسیاں نے کروائی۔ اور دو مقامی بیعتیں ہوئیں۔

چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک محترم میاں صاحب نے مکرم میر صاحب ضلع کی کوٹھی پر بعض علم دوست وکلاء سے بات چیت کی۔ اور انہیں جماعت کے عقائد موجودہ عالم اسلام کی حالت اور درپیش خطرات سے متنبہ کرتے ہوئے انہیں ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ وکلاء صاحبان نے حضرت میاں صاحب کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنا۔ اور آئندہ خود اپنے طور پر اس قسم کی تقریب منعقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

مکرم چوہدری صاحب نے اس موقعہ پر نہایت ہی پُر تکلف پارٹی کا اہتمام فرمایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس اجتماع کے نہایت ہی بابرکت نتائج پیدا فرمائے آمین

(محمد احمد نائب زعیم اعلیٰ)

مجالس انصار اللہ کی طرف سے
ماہانہ رپورٹ کارگزاری کی ترسیل کا ضلع وار گوشوارہ

گوشوارہ جنوری تا مئی ۱۹۷۹ء

نمبر شمار	نام اضلاع	کل مجالس کی تعداد	رپورٹ بھجوانے والی مجالس کی تعداد: ماہ جنوری	ماہ فروری	ماہ مارچ	ماہ اپریل	ماہ مئی
۱	جھنگ	۳۰	۱	۲	۵	۶	۶
۲	ملتان	۳۴	۴	۴	۶	۳	۵
۳	فیصل آباد	۱۰۲	۵	۸	۱۰	۲۴	۳۱
۴	ساہیوال	۲۷	۲	۳	۲	۱۰	۱۱
۵	لاہور	۱۵	۵	۴	۳	۳	۳
۶	قصور	۱۳	-	۱	-	۵	۱
۷	شیخوپورہ	۶۰	۲۷	۲۲	۱۳	۴	۶
۸	گوجرانوالہ	۴۶	۷	۶	۴	۲	۳
۹	سیالکوٹ	۱۱۳	۱۴	۲۶	۱۹	۱۶	۱۷
۱۰	آزاد کشمیر	۱۵	۳	۳	۳	۲	۲
۱۱	وہاڑی	۱۵	۱	۱	۱	-	-
۱۲	ہزارہ	۶	۱	۱	۱	۱	۲
۱۳	ڈیرہ غازیخاں	۱۳	-	-	۱	۳	۱
۱۴	مظفر گڑھ	۲۰	-	-	۱	-	۱
۱۵	رحیم یارخاں	۱۸	-	-	-	۱	۶
۱۶	بہاولپور	۱۴	۶	۶	۲	۵	۶

۱۷	بہاول نگر	۲۶	۲	۳	۲	۱	۱
۱۸	گجرات	۴۹	۹	۷	۱۰	۷	۸
۱۹	جہلم	۱۵	۲	۲	۳	۳	۵
۲۰	سرگودھا	۶۰	۵	۹	۱۳	۱۲	۱۷
۲۱	راولپنڈی	۱۴	۲	۲	۳	۴	۶
۲۲	اٹک	۴	-	-	-	-	-
۲۳	مردان	۱	-	-	-	-	-
۲۴	پشاور	۷	۱	۲	۲	۳	۲
۲۵	سانگھڑ	۵	۱	۲	۲	۵	۴
۲۶	دادو	۳	۱	-	-	-	-
۲۷	کوہاٹ	۱	۔	-	۔	۔	۔
۲۸	بتول	۱	۔	-	۔	-	-
۲۹	ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱	-	-	۔	۔	-
۳۰	میانوالی	۵	-	-	-	-	۔
۳۱	کوئٹہ	۳	۱	۱	۱	۱	۱
۳۲	خیرپور	۸	۲	۔	۱	۔	۔
۳۳	سکھر	۶	۴	۳	۲	۴	۳
۳۴	نواب شاہ	۲۲	۶	۱	-	۱	۔
۳۵	لاڑکانہ	۹	۴	۲	۳	۱	۱
۳۶	تھرپارکر	۳۰	۴	۶	۶	۸	۸
۳۷	حیدرآباد	۱۳	۳	۵	۱	۳	۱
۳۸	بدین	۱۲	۳	۵	۶	۳	۳
۳۹	جیکب آباد	۲	۱	۲	۲	۲	۱
۴۰	کراچی	۴	۴	۴	۴	۴	۴

سلام بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمد سے مری جان کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھوکے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات! — لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی — آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش — جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز ، فرشتے بھی تمام — مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام)

بائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

مجلس انصاراللہ کا بائیسواں سالانہ اجتماع ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۸ ہش/۱۹۷۹ء بروز جمعہ ۔ ہفتہ ۔ اتوار ۔ ربوہ میں منعقد ہو گا ۔ انشاءاللہ اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں ۔

(قائد عمومی)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔

ضلع کراچی پڑھتی۔ حاضرین کی اکثریت نوجوان طلباء کی تھی۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے نہایت وضاحت اور عام فہم انداز میں جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کیے۔ بعد ازاں حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

علمی مجالس

مورخہ ۴؍ ماہ وفا کو نائب ناظم صاحب انصار اللہ صف دوم ضلع کراچی اور زعیم صاحب اعلیٰ مجلس انصار اللہ ڈرگ روڈ کے مکانوں پر علمی مجالس کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب شریک ہوئے اور حاضرین سے دیر تک علمی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

مذاکرہ علمیہ

مورخہ ۵؍ وفا بوقت ۴ بجے شام ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کے شالامار روم میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ نے تقریباً ۴۵ منٹ تک حاضرین سے

"اسلام کے مستقبل"

پر خطاب فرمایا۔ آپ نے ثابت کیا کہ آج اسلام کا غالب آنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدیٔ موعود کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔

اس کے بعد سوال و جوابات کا سلسلہ دیر تک رہا۔ یہ پروگرام اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا جو بید دلچسپ اور مؤثر ثابت ہوا۔ (نعیم احمد ناظم ضلع)

اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریاکاریوں اور بے ہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے"

(البدر ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۳ء)